# نواب ظفر الدولہ بہادر

مؤلف

محمد عبدالقادر سبحانی
(عثمانیہ)

۹۲
[illegible]

قیمت

# پیش لفظ

کسی ملک کی تاریخ اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی جب تک اس ملک کے مشاہیر کے سوانح روشنی میں نہ لائے جائیں۔ کیونکہ تاریخ بنانے والی بڑی شخصیتیں ہی ہوتی ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ ملک کے اہل قلم نے دکن کی اکثر شخصیتوں پر قلم اوران کو اہل ذوق سے روشناس کیا خود آصفجاہی دور میں ایسی کئی شخصیتیں پائی جاتی ہیں جنہوں نے سیاست اور تمدن کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ ان میں سے نظام الملک آصف جاہ اول ناصر جنگ شہید نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور سالار جنگ اول کی سیر حاصل سوانح عمریاں لکھی گئیں۔ ظفر الدولہ ضابطہ جنگ دھونسہ بھی حیدرآباد کی بڑی شخصیتوں میں سے ہیں جو اٹھارہویں صدی کے نصف میں اپنا مقام رکھتے تھے۔ یہ کبھی مرکز میں بھی رہے لیکن صوبہ داری نظم ونسق ان سے زیادہ وابستہ رہا غالباً یہ کہنا صحیح ہوگا کہ آصفجاہ ثانی کے عہد حکومت کی تاریخ ظفر الدولہ کے ذکر کے بغیر پوری نہیں ہوسکتی۔ مولوی محمد عبدالقادر صاحب سبحانی کی کوشش قابل داد ہے جن کی بدولت یہ ضروری سوانح حیات منظر عام پر آرہی ہے مجھے امید ہے کہ اہل ذوق اس سوانح سے پورا استفادہ کرینگے فقط

دستخط مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی پروفیسر تاریخ جامعہ عثمانیہ۔

حمایت نگر ۱۰ جنوری سنہ ۴۹ء

# فہرست مضامین

# تمہید

اکثر صاحبین جو قلعہ ظفر گڈھ دیکھنے کے لئے آتے تھے انکے لئے کوئی مواد نواب ظفر الدولہ بہادر والی قلعہ کی نسبت نہ مل سکتا تھا۔ اسلئے اکثر فارسی تاریخی کتب کی مدد سے یہ مختصر کتاب لکھی گئی اس کی مدد سے نہ صرف قلعہ ظفر گڈھ بلکہ قلعجات نرمل کھمم، یلگندل جگتیال وغیرہ کے دیکھنے میں بھی ایک حد تک مدد ملیگی۔

المؤلف

محمد عبد القادر سبحانی

(عثمانیہ)

سب انسپکٹر آبکاری

حیدرآباد دکن

۴

# مقبوضات نواب ظفرالدولہ بہادر

(در عہد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی)

۱۷۶۱ - ۱۸۰۳

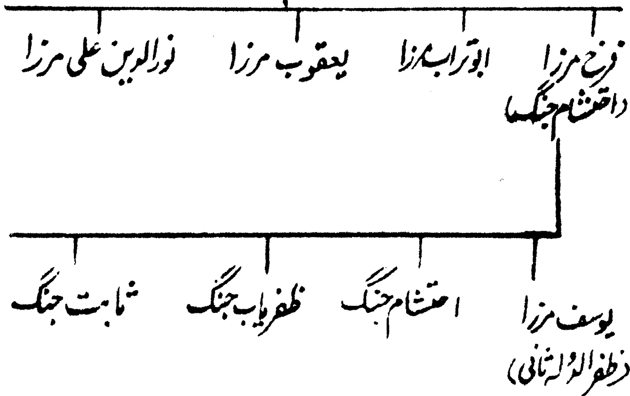
سورت
بمبئی
پونا
اورنگ آباد
ایلچپور
گلبرگہ
حیدرآباد
نرمل
جگتیال
ایلگندل
ظفرگڈھ
پالونچہ
شمالی سرکار
آرکاٹ
میسور
مدراس
تنجور

علاقہ ظفرالدولہ

# شجرہ

مرزا فاضل بیگ خاں

مرزا ابراہیم بیگ خاں (ظفرالدولہ)



# نواب کے نام مختصر حالات و واقعات[۱]

نواب ظفر الدولہ کی شخصیت تاریخ دکن میں بڑی اہمیت رکھتی ہے انکے تیار کروائے ہوئے۔ نرمل کھمم جگتیال اور ظفر گڈھ اور ہلگنڈل وغیرہ کے قلعے اب بھی انکی عظمت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

نواب ظفر الدولہ بہادر کا اصلی نام مرزا ابراہیم خاں اور انکے والد کا نام مرزا فاضل بیگ خاں تھا ان کا خاندانی لقب دھونسہ[۲] تھا یہ اصل میں چغتائی مغل تھے ان کا تعلق امامیہ مذہب سے تھا ابتداء میں انکے والد مرزا فاضل بیگ مغل جنکی پیدائش توران میں ہوئی تھی ، ہندوستان آئے پھر وہاں سے دکن آکر وجیانگرم میں راجہ رام راج بیکاکول کے پاس سکونت اختیار کی کہتے ہیں کہ ظفر الدولہ بہادر یہیں پیدا ہوئے اور وہ جب بڑے ہوگئے تو چند دن فرانسیسی سرداروں کی رفاقت کی اور ان کے بعد حیدرآباد آئے یہاں نواب رکن الدولہ احتشام جنگ بہادر میر موسیٰ خاں وزیر دکن کے ساتھ کام کرنے لگے۔ انکی بہادری اور اولوالعزمی دیکھکر حضور آصف جاہ ثانی نے انکو بعض باغی سرداروں کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔ جس میں انہوں نے کامیابی حاصل کی اس کے علاوہ انہوں نے حیدر علی خاں سلطان میسور اور مرہٹوں سے بھی کئی بہادرانہ مقابلے کئے جسکی وجہ سے نواب رکن الدولہ بہادر انہیں بہت عزیز رکھنے لگے خود آصف جاہ ثانی کو انکی جوانمردی کا احساس ہوا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں سرکار نرمل۔ سرکار رودرنگل۔ سرکار

---

۱۔ خورشید جاہی صفحہ ۹۹ ۲۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ دھونسہ دکنی لفظ تھا جسکے معنی بہادر کے ہیں غرض اس نام کے ظفر الدولہ نرمل میں [illegible] تالاب موجود ہیں جنکو دھونسہ تالاب کہتے ہیں مصنف [illegible] نے لکھا ہے کہ فاضل بیگ خاں اپنے علاقہ میں نقارہ بجواتے ہوئے گذرتے تھے اسلئے عوام میں یہی لقب دھونسہ کی شہرت ہوئی ۳۔ تذکرہ نرمل

یلگندل اور سرکار کمم بطور جاگیر عطا ہوئے۔ اور پہلے انہیں ضابطہ جنگ بعد میں ظفرالدولہ اور پھر مبارز الملک کا خطاب دیا گیا۔

رکن الدولہ بہادر کی وفات کے بعد ۱۱۷۵ھ سے ۱۱۸۰ھ تک انہوں نے وزارت کا کام کیا۔ لیکن دیوانی کا خلعت انکے تفویض نہ ہوا تھا۔ بلکہ قائم مقام مدار المہام تھے۔ آخر کار ماہ ربیع الثانی ۱۱۹۵ھ ہجری میں بمقام نرمل انتقال کیا۔ ان تمام واقعات کی تفصیل آئندہ صفحوں میں کردی گئی ہے۔

## مرزا فاضل بیگ خاں

---

فاضل بیگ نے پہلے انور الدین خاں بہادر والی ارکاٹ کی ملازمت اختیار کی جہاں چار سو سوار کے سپہ سالار مقرر ہوئے اور انکے اعزاز میں ہاتھی اور نقارہ بھی دیا گیا۔ چند ہی دنوں میں انہوں نے بہت سے ارکاٹ کے سرکش زمینداروں کو مطیع کیا۔ اور اپنی بہادری کا سکہ ہر ایک کے دل پر بٹھا دیا۔ مرد میدان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ متقی اور عبادت گزار بھی تھے ہمیشہ فقیروں کی صحبت کے جویا رہتے تھے۔

"اکثر درویشاں ہرجا کہ آدمی بود می رفتند محبت و خواہش طبع ہر ایک فقیر از اکل و شرب ہمہ وقت میکرد و استمدادمی طلبید"[1] انکی کئی بیٹے تھے اور بہت سے رشتہ دار تھے یہ نہ صرف اپنے خاندان کے کفیل تھے بلکہ سینکڑوں غریبوں کی بھی زندگی کا انہی پر دارومدار تھا ایک روز

---

[1] تذکرہ نرمل۔

جب یہ نواب ارکاٹ کے دربار میں حاضر تھے نواب ارکاٹ نے ان سے دریافت کیا۔ فاضل بیگ خاں تمہارے کتنے لڑکے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ مرزا بانے یاد نیست فہرست دیدہ بعرض خواہم رسانید۔ اس سے انکی کثیر العیالی کا پتہ چلتا ہے۔

تھوڑے عرصہ بعد کسی وجہ سے خود مرزا نے نواب ارکاٹ کی نوکری چھوڑ دی بیکاری میں تنگی سے گذرا وقات ہونے لگی۔ کبھی کبھی دوسرے زمیندار جو انکی بہادری سے واقف تھے۔ مخالف زمیندار ذکی سرکوبی کے لئے بلایا کرتے تھے۔ اور بعد کامیابی انکی کچھ مدد کرتے تھے لیکن ان کا یہ دور انتہائی پریشانیوں میں گذرا۔

آخر کار اسی حالت پریشانی میں سیتارام راج حکمران سیکاکول کے پاس پہونچے۔ کہتے ہیں کہ جب راجہ کو انکی آنے کی خبر ملی تو اس نے ایک ملازم کے ذریعہ تھوڑی سی جوار کی روٹی بھیجدی جس کو مرزا نے مرحمت خاص سمجھکر بڑے ادب سے قبول کیا۔ راجہ بھی قدر شناس تھا اوسی وقت انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔ سرکش زمینداروں سے وصولی مالگزاری کا کام اکثر انہیں سے لیا کرتا تھا۔ اور جو امراء اور سفراء حیدرآباد سے آتے انکے پاس انکو وکیل بنا کر بھیجدیتا۔ چند دن کے بعد انہیں منصب وجاگیر سے سرفراز کیا۔ پھر تو مرزا نے بھی سیکاکول ہی میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ چند دنوں کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ اس عرصہ میں انکی شہرت اطراف واکناف میں پھیل چکی تھی۔ ان کے بھائی اور بیٹے انکی وفات پر بیروزگاری کی وجہ پریشان ادھر اُدھر پھرنے لگے۔

بعض لڑکے راجہ کے پاس معمولی خدمات پر نوکر ہوگئے۔ اور

بعض حاکم اڑیسہ و کرناٹک کے پاس جاکر ملازم ہو گئے۔[1]

## مرزا ابراہیم بیگ کا عروج

فاضل بیگ کے تمام لڑکوں میں ابراہیم بیگ خاں بڑے بہادر اور جنگجو تھے باپ کے انتقال نے انکو بھی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا۔ اس بے روزگاری میں متعلقین کو لیکر نوکری کی تلاش میں باہر نکلنے پر مجبور ہوئے۔ لیکن اسی اثنا میں خوش قسمتی سے ایک بہترین موقع ان کے لئے نکل آیا۔

سید عزیز خاں منصب دار سرکار آصف جاہی کا جو راجہ سیکاکول کے پاس خدمت وقائع نگاری پر مامور تھے یکایک انتقال ہو گیا۔ راجہ سیکاکول نے مناسب سمجھکر اس خدمت پر ان کا تقرر کر دیا۔

اس کے بعد مرحوم سید عزیز خاں کی بیٹی سے انکی شادی بھی ہو گئی سیتارام راج راجہ سیکاکول نے اڑیسہ کے زمینداروں کی سرکوبی کا کام انکے سپرد کیا جسے انتہائی خوش اسلوبی سے انہوں نے انجام دیا۔ اوس علاقہ کے مستقل بند و بست کے لئے مرزا ابراہیم بیگ خاں نے اپنے بڑے بھائی مرزا اللہ یار بیگ و بھکو میاں کو اچھاپور اور دھرم پور میں متعین کیا۔ اور خود راجہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

اسی دوران میں بدیع الزماں خاں نے (جو نواب نظام کی طرف سے راج بندری و ایلور کے عامل مقرر ہوئے تھے۔) اپنے چھوٹے بھائی میر شہاب الدین خاں کو ایک منظم فوج کے ساتھ دریائے گوداوری کے اوس طرف راجبندری پر حملہ کے لئے روانہ کیا۔ سیتارام راج اس خبر کے

[1] حدیقۃ العالم ص ۳۱

سنتے ہی مقابلہ کے لئے بڑھا۔ اس کے ساتھ ابراہیم بیگ خاں بھی تھے گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں ابراہیم بیگ خاں نے خوب داد شجاعت دی۔ آخر کار میر شہاب الدین اور انکے ساتھی شہید ہوئے اس فتح کے بعد رام راج ابراہیم بیگ خاں کی مردانگی کا قائل ہوگیا اور انہیں باپ کے منصب سے سرفراز کیا۔ بعد ازاں ابراہیم بیگ خاں نے راجہ کے علاقہ کو سرکش زمینداروں سے پاک کیا۔ ہر لڑائی کے بعد جو کچھ مال و زر ہاتھ آتا اوس میں سے فوج کے اخراجات نکال کر باقی راجہ کے پاس روانہ کردیا کرتے تھے۔ جسکی وجہ راجہ انکی کارگزاری اور وفاداری کی دل سے قدر کرنے لگا۔

راجہ کی اس نوازش سے سارے اُمرا ابراہیم بیگ خاں سے حسد کرنے لگے ہمیشہ اسی فکر میں تھے کہ کس طرح ان کا خاتمہ کردیں۔ ایک روز موقع پاکر انہوں نے راجہ سے کہا کہ ہماری ریاست میں بھی ایک آدمی بڑا حریص اور چالاک ہے۔ کئی برس سے نہ دربار میں آتا ہے اور نہ کاروبار سے آگاہ کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ حیدر علی خاں سلطان میسور کی طرح آہستہ آہستہ اپنا قدم جماکر اصلی راجہ کو تخت سے محروم کردے "علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد" اتفاق سے اسی زمانہ میں راجہ بیمار ہوا۔ مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ امرا کے کہنے سے اُسے ایک قسم کا شک و گمان بھی ہوگیا۔ ابراہیم بیگ خاں کے پاس حکم بھیجا کہ فوراً دربار میں حاضر ہوجائیں۔

اس حکم کے ملتے ہی خاں صاحب سیکاکول آگئے سفر میں بڑی مشکل کا سامنا ہوا۔ راستہ میں دریا حائل تھا۔ غرض بہ مشکل راجہ کے

دربار میں حاضر ہوئے۔

مرزا ابراہیم بیگ خاں کی حیدرآباد کو آمد

جب ابراہیم بیگ خاں راجہ کے دربار میں حاضر ہوئے ایک رشتہ دار میر نیاز علی خاں (خیرپور) نے اونکو امرا کی سازشوں سے واقف کرایا۔ اور کہا کہ یہاں تمہارا رہنا اپنی جان خطرہ میں ڈالنا ہے۔ بہتر ہے کہ تم فوراً واپس چلے جاؤ۔

یہ سنکر خاں صاحب کو تردد ہوا اسی وقت اپنی ساری جمعیت معتمدین۔ چارسو سوار اور سامان حرب لیکر حیدرآباد کی طرف روانہ ہوئے راجہ کو انکے جانے سے اور بھی گمان ہوا۔ پالونچہ کے زمینداروں کو حکم دیا کہ راستہ میں انکی کوئی مدد نہ کریں۔ بلکہ موقع ملے تو رنج پہنچانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اثنا راہ میں ابراہیم بیگ خاں کو خورد و نوش کی ازحد تکلیف ہوئی۔ ہر مقام کے زمیندار بالکل انجان بن گئے بہرحال مشکلیں جھیلتے ہوئے حیدرآباد پہونچے جہاں کریم الدین حسین نے انکی بہت ہی خاطر و مدارات کی اور پھر نواب وقار الدولہ بہادر اور نواب میر موسی خاں رکن الدولہ بہادر مدارالمہام کے دربار میں انکی سفارش کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ کئی ماہ کی بیکاری اور پریشانی کے بعد ایک روز رکن الدولہ بہادر نے ازراہ ترحم وقار الدولہ بہادر سے فرمایا کہ خاں صاحب کو کسی کے پاس نوکر رکھوا دیں تو بہتر ہے وقار الدولہ بہادر نے انہیں نواب قطب الدولہ کے پاس بھیجدیا جو اسی وقت نواب نظام کے حکم سے راج سیکاکول کی تنبیہ کیلئے روانہ ہو رہے تھے۔ قطب الدولہ نے اپنی فوج میں انہیں شریک کر لیا ابراہیم بیگ خاں تو راجہ کے خلاف ہی ہو چکے تھے اب انہیں

اس سے بدلہ لینے کا اچھا موقع ہاتھ آیا۔ انہوں نے راجہ کو ہر طرح پریشان کیا اسکے قلعہ اور اکثر دیہات جلا کر خاک کر دے چنانچہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر راجہ نے صلح کرلی۔ قطب الدولہ نے ابراہیم بیگ خاں کو مقام جنگ سے واپسی کا حکم دیا۔ اور اس فتح کو فتح غیبی سمجھا۔ کیونکہ اسے فتح کی امید ہی نہ تھی[1]۔ اسکے کچھ عرصہ بعد ان علاقوں میں انگریزوں کا زور روز بدن بڑھنے لگا۔ حتیٰ کہ خود قطب الدولہ نے دولت آصفیہ کی اطاعت سے منہ موڑا اور انگریزوں سے ساز باز کرکے ایک لاکھ روپیہ سالانہ پر اپنا سارا علاقہ انکے حوالہ کر دیا۔ قطب الدولہ کی کوشش سے ابراہیم بیگ خاں نے نواب سراج الدولہ بہادر والا جاہ حاکم ارکاٹ کی ملازمت اختیار کی[2] "ابراہیم بیگ خاں را در سلک ملازمان سراج الدولہ منسلک گردانید"

چونکہ اس زمانہ میں بندر چناپٹن کے لئے نظام دکن اور انگریزوں کے درمیان جھگڑے ہو رہے تھے والا جاہ سراج الدولہ بہادر نواب ارکاٹ نے انگریزوں کی طرف سے مسٹر فنجرلو دربار شاہی میں بھیجا۔ اور صلح کی درخواست کی جسکو حضور نظام نے قبول فرمالیا۔

سنہ ۱۱۸۰ھ میں رکن الدولہ بہادر صلح و مشورے کیلئے بندر چناپٹن گئے اور ۱۲ شوال سنہ ۱۱۸۱ھ میں نواب سراج الدولہ والا جاہ نے مسٹر مذکور کو ساتھ لیکر حاضر دربار ہوئے۔ گورنر کے بھیجے ہوئے تحفے جس میں مرصع صندقچہ عطر دان۔ اعلیٰ قسم کے جواہر۔ سفرلاط مشجر کے تھانے طمنچے۔ بندوقیں۔

---

[1] حدیقۃ العالم ص ۳۱۳ [2] حدیقۃ العالم ص ۳۱۳

تصاویر۔ قلمدان۔ اور ایک زنجیر فیل ہیں۔ آصف جاہ نے اپنی طرف سے مسٹر فنچر کو جیغہ سرپیچ مرصع اور مسٹر برسٹی کو صرف جیغہ عنایت فرمایا۔ گورنر اور دیگر افسران چیناپٹن کے لئے جواہر گراں بہا عطا فرما اور والاجاہ سراج الدولہ کو ایک زنجیر فیل اور پانچ پارچہ کی خلعت اور جواہر بیش بہا سے سرفراز فرمایا۔ والاجاہ سراج الدولہ نے رخصت کے وقت ابراہیم بیگ خاں کو رکن الدولہ بہادر کی خدمت میں پیش کیا۔ اور انکی دلیری اور بہادری کی تعریف کرتے ہوئے سفارش کی کہ انکو شاہی ملازموں میں شریک کرلیا جائے۔ اور اس کے بعد سراج الدولہ مع انگریزوں کے چیناپٹن واپس ہوئے۔

## سرکار نظام کی ملازمت

نواب رکن الدولہ بہادر نے ابراہیم بیگ خاں کو شاہی ملازمین میں شریک کروایا جس کے بعد دربار شاہی سے اونہیں ضابطہ جنگ بہادر کا خطاب عطا ہوا اور تعلقات کھم وغیرہ انکے تفویض کردئے گئے[1] اس کے بعد ضابطہ جنگ بہادر سپاہیوں کو تربیت دینے اور فرنگی قواعد سکھلانے میں مشغول ہوئے۔[2] بہ قلیل سی مدت میں گرد و نواح کے سارے قلعوں پر اپنا قبضہ جمالیا جب بھدراچلم کے زمیندار نے جسکو نواب نظام کی جانب سے منصب و جاگیر عطا ہوئی تھی علم بغاوت بلند کیا تو ضابطہ جنگ بہادر نے اسکی سرکوبی کی اور اس کے خزانے ضبط کرلئے۔

---

[1] حدیقۃ العالم ص ۳۱۳ [2] تاریخ ماہ نامہ ورق ۱۱۲

ظفر گڈھ کے قلعہ کی تعمیر | ظفرالدولہ کو بھدراچلم سے جو مال غنیمت ہاتھ لگا۔ اوس سے قلعہ ویلپ گنڈہ کو ازسرنو تعمیر کروایا قلعہ ویلپ گنڈہ حوالی سرکار ورنگل (تعلقہ ورنگل) میں ہے۔ پہلے یہاں جنگل تھا جس کے درمیان ایک معمولی سا قلعہ اور پائین قلعہ تھوڑی سی آبادی تھی یہہ قلعہ (ویلپ گنڈہ) ایک زمیندار کے تحت تھا ضابطہ جنگ بہادر نے اسپر اپنا قبضہ جما لیا۔ زمیندار گرفتار ہو کر مارا گیا۔

ظفرالدولہ نے اس قلعہ کو مستحکم کر کے اس کا نام ظفر گڈھ[1] رکھا اب بھی اس قلعہ کے اکثر حصے زمانہ کے دست برد سے محفوظ ہیں آبادی کے اطراف گہری خندق ہے جس پر پختہ فصیل سے پتھر کی مضبوط برجیں بنی ہوئی ہیں۔ دونوں جوانب مغرب و مشرق میں دو پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں پر بھی سنگین فصیلیں ہیں اور فصیلوں کے بعد قلعہ ہے۔ قلعہ کے اندر شکستہ محلات وغیرہ موجود ہیں۔ قلعہ کی تعمیر کے بعد ضابطہ جنگ بہادر نے ایک پہاڑی قلعہ کا نام ابراہیم گڈھ اور دوسرے کا نام ظفر گڈھ رکھا۔ چونکہ اس قلعہ کا محل وقوع موزوں تھا اسلئے اسکو فوجی مرکز بنا یا گیا۔ کثرت سے توپیں اور بندوقیں اور جنگی ہتھیار موجود تھے (جہاں ... قائم تھا) (محمد قاسم کے تحت آلات حرب کا زبردست کارخانہ قائم تھا) منگوالئے گئے۔

قلعہ کی تعمیر کے بعد نواب ضابطہ جنگ بہادر کرکنڈہ کے سرکش زمینداروں کی طرف متوجہ ہوگئے اور انکی اچھی طرح تنبیہ کی۔ پھر حسب الحکم شاہی سنہ ۱۱۸۴ ہجری میں حیدرآباد گئے۔

پارنچہ کے زمیندار کی بغاوت | اس کے کچھ عرصہ قبل یعنی سنہ ۱۱۸۳ ہجری

[1] حدیقۃ العالم ص ۳۱۲

میں پالونچہ کے زمیندار نے دوسرے زمینداروں کی مدد سے بغاوت کی پالونچہ کے اطراف واکناف میں بہت گھنا جنگل تھا۔ شاہی حکام وہاں بہت کم جایا کرتے تھے اس سے فائدہ اٹھا کر زمیندار نے اپنے لوگوں کو قواعد جنگ سکھلا کر اچھی خاص فوج تیار کر لی۔ چونکہ یہ علاقہ ضابطہ جنگ کی جاگیر میں آ چکا تھا۔ اسواسطے جب کبھی انکے آدمی وصولی مالگزاری یا دیگر اغراض کے تحت جاتے تو یہ زمیندار انکو پریشاں کرتا تھا۔ آخر کار ضابطہ جنگ نے پالونچہ پر حملہ کیا۔ تو زمیندار میں مقابلہ کی سکت نہ تھی۔ اور وہ فرار ہوگیا بہت سی دولت اناج۔ سونا چاندی۔ ریشمی کپڑوں کے تھان ضابطہ جنگ کے ہاتھ آئے جو سپاہیوں میں تقسیم کر دیے گئے۔

**بلہاری کے زمیندار کی بغاوت** اسی زمانہ میں بسالت جنگ بہادر کی عرضی دربار شاہی میں پہونچی کہ بلہاری کا زمیندار فساد کیلئے امادہ ہے جسکے سنتے ہی نواب نظام نے اس مہم پر بھی ضابطہ جنگ کو مقرر کیا۔ اور ایک کثیر فوج انکی ہمراہ فرمائی۔ ادھر سے بلہاری کے زمیندار کی مدد پر حیدر علی سلطان میسور آمادہ ہوا۔ اور محمد علی کمندان کو ضابطہ جنگ کے مقابلہ میں گھونسہ کا لقب دیکر روانہ کیا۔ دھونسہ اور گھونسہ میں زبردست لڑائی ہوئی جس میں دھونسہ کو شکست ہوئی۔

## راجہ رام چندر کی بغاوت

۲۹ ذیقعدہ ۱۲۸۳ ہجری کو آصف جاہ ثانی قلعہ اٹگیر کو راجہ رام چندر کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ رکن الدولہ بہادر کے علاوہ ضابطہ جنگ بہادر بھی ہمراہ رکاب تھے۔ اس جنگ میں ضابطہ جنگ نے بڑی بہادری سے راجہ کا مقابلہ کیا۔ آخر کار راجہ گرفتار ہو کر قلعہ محمد نگر میں قید کر دیا گیا۔

جب یہ فتنہ ختم ہوا۔ بندگان عالی گلبرگہ تشریف جاکر روضہ مبارک کی زیارت سے سرفراز ہوئے۔ اس اثناء میں یہ خبر پہونچی کہ راجہ رام چندر کی ماں جنگ کے لئے آمادہ ہے۔ دوبارہ افواج شاہی نے ان کے لشکر کا رخ کیا رام چندر کی ماں نے بڑی طرح شکست پاکر معافی چاہی۔ آصف جاہ ثانی نے نہ صرف اس کا قصور معاف فرمایا بلکہ قصبہ بھالکی بطور جاگیر سرفراز فرمایا۔

نرمل کے زمیندار کی بغاوت

نرمل کا زمیندار سرپارا ؤ تھا۔ جس کا زور روز بروز بڑھ رہا تھا۔ حتی کہ اوس نے بغاوت کا علم بلند کیا اس بغاوت کی اطلاع پاتے ہی بندگان عالی غرہ محرم ۱۱۸۴ھ کو انکی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ نواب ضابطہ جنگ کے زیر کمان ایک فوجی دستہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ زمیندار نے خیرت اسی میں دیکھی کہ خفیہ طور سے قلعہ سے فرار ہو جائے اعلحضرت نے نواب ضابطہ جنگ کی درخواست پر قلعہ نرمل انکے حوالہ کیا اور انکی جوانمردی اور بہادری کی بہت تعریف کی ضابطہ جنگ کو ظفر الدولہ کا خطاب سرفراز فرمایا۔ بہ کمال الطاف خسروانہ بندگانعالی نے ظفر الدولہ کی ضیافت بھی فرمائی۔ اور زنجیر فیل؛ دہزار سوار دو ہزار ذات کا منصب اور ماہی مراتب عنایت ہوا۔

۱۲ صفر ۱۱۸۴ھ کو اعلحضرت نے حیدرآباد کی طرف مراجعت فرمائی اس کے بعد نواب ظفر الدولہ بہادر نے صوبہ برار کی سرحد تک کل علاقہ کو زیر تصرف کر کے مختلف مقامات پر قلعہ اور برج تعمیر کروائے۔

جگونت کی بغاوت

چونکہ ظفر الدولہ بہادر قلعوں کی تعمیر میں مصروف تھے علاقہ ورنگل میں بعض زمینداروں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ ظفر الدولہ بہادر نے جگونت نامی کو اپنا کارپرداز بنا کر پریشان حال رعایا کی

---

ے حدیقۃ العالم ص ۳

امداد کے لئے روانہ کر دیا۔ جگو پنڈت نامی از برہمنان ایلگنڈل را کارپرداز خود گردانیدہ جہت تقویت رعایائے ورنگل کہ از زمینداران آن نواح خوف دل داشتند روانہ ساخت[1] پھر علاقہ نرمل کی معروفیت سے ایک حد تک فراغت حاصل ہونے کے بعد چند سپاہیوں کو پنڈت کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ اتفاقاً کسی معاملہ میں ان سپاہیوں سے ایک کی جگو پنڈت سے ان بن ہوگئی حتیٰ کہ مار پیٹ کی نوبت آگئی۔ اسکے بعد پنڈت مذکور نے نمک حرامی پر کمر باندھی۔ اور اطراف و اکناف کے زمینداروں سے سازش شروع کی قلعہ ظفر گڈھ پر قبضہ کرکے سارے جنگی آلات و سامان پر قبضہ کرلیا۔ اور چند دن میں ایک بڑی فوج تیار کرلی۔

ظفر الدولہ کے مقرر کردہ سپاہیوں میں سے ایک نے سارے واقعات کی خبر نواب کو پہونچادی۔ ظفر الدولہ کے طرفدار دیسکھوں اور دیسپانڈیوں نے ان مفسدوں کا تعاقب کیا۔ اور انہیں گرفتار کیا۔ جملہ باغیوں کو انکے خدمات اور جائیداد سے بیدخل کر دیا گیا۔ اکثر کو سزائے موت دیگئی اور بعضوں کی ناک کان کاٹ کر جان بخشی کیگئی۔ پنڈت کو ایک سال تک بُری طرح عذابوں میں مبتلا رکھ کر ختم کر دیا گیا[1]

یہہ حال رکن الدولہ بہادر کو معلوم ہوا تو انہوں نے راجہ جگجیون کو جسے دربار آصفی سے پانچہزار کا منصب بھی ملا تھا اور نقش بندی حال ضلعدار کو یلگنڈل کو قلعہ گولکنڈہ میں قید کر دیا۔ کیونکہ ان کا جگو پنڈت کے معاملہ میں خفیہ ہاتھ تھا۔ جگو پنڈت کو یلگندل (سر دکریم نگر) کے قلعہ میں ایک دیوار کے پایہ میں چنوا دیا گیا۔ اسکے سارے خطابات و پیشکاری دوسرے شخص دھونڈو پنڈت کو عطا کی گئی۔

---

[1] حدیقۃ العالم ص۲۱۰

**ظفر الدولہ بہادر کا ایلچپور پر حملہ**

۲۶ جمادی الاول ۱۱۸۲ھ کو نواب آصفجاہ ثانی نے اسمٰعیل خاں پنی کو ایلچپور (یعنی صوبہ برار کی نظامت مرحمت کی تھی برار کی سرحد نواب ظفر الدولہ بہادر کے علاقہ نرمل کی حد سے ملتی تھی کسی وجہ سے ان دونوں کے درمیان شکر رنجی پیدا ہوئی۔ بڑھتے ہوئے اقتدار کے ساتھ نواب ظفر الدولہ بہادر کے ذہن میں یہ بات سمائی کہ اسمٰعیل خاں پنی بھی مطیع ہو۔ لیکن اسمٰعیل خان طاعت کے بجائے جان پر کھیلنے کے لئے تیار رہا "اسمٰعیل خاں پنی این معنی را بدتر از مرگ دانستہ از غرور نخوتی و نشاء بہادری اقتدار او را باعث گشتہ بے اعتنائی سنجیدہ" اسمٰعیل خان نے ایلچپور میں مقابلہ کیلئے ایک مضبوط قلعہ تیار کروایا ظفر الدولہ بھی انکو آمادہ جنگ دیکھکر زبردست لشکر کے ساتھ ایلچپور روانہ ہوئے ان سارے واقعات سے رکن الدولہ مدار المہام سرکار عالی واقف تھے لیکن یہ نہیں چاہتے تھے کہ دونوں بہادران وطن کو آپس میں لڑا کر برباد کرا دیں تاہم ظفر الدولہ بہادر کی خاطر ایک جمعیت کے ساتھ ایلچپور گئے۔ ظفر الدولہ کا خیال تھا کہ فوراً حملہ کیا جائے لیکن رکن الدولہ بہادر نے تساہل برتا دفعتاً یہ خبر ملی کہ رگھوناتھ کے اشارے سے والی پونا نارائن راؤ مارا گیا اور رگھوناتھ نے کاروبار سلطنت اپنے ہاتھ میں لیکر چوتھ وصول کرنے کیلئے حیدرآباد کا رخ کیا۔ لہذا حسب فرمان شاہی رکن الدولہ بہادر کو مع ظفر الدولہ رگھوناتھ کے مقابلہ کیلئے روانہ ہونا پڑا اسلئے اسمٰعیل خاں پنی سے مقابلہ نہ ہو سکا۔

**نواب ظفر الدولہ کا نواب رکن الدولہ کے ساتھ رگھوناتھ کے مقابلہ کیلئے روانہ ہونا۔**

ظفر الدولہ کے ساتھ انکے بھائی ثابت جنگ اور حشمت جنگ وغیرہ بھی رکن الدولہ کے ساتھ ہو گئے ۴ رمضان ۱۱۸۲ھ کو عساکر آصفی و افواج غنیم میں معرکہ کا آغاز ہوا۔ اٹھارہ روز تک برابر جنگ

مطابق حدیقۃ العالم صفحہ ۳۱۵

جاری رہی۔ آخر کار رگھوناتھ مجبور ہوکر صلح کا خواہاں ہوا۔ رکن الدولہ بہادر کی کوشش سے بندگانعالی صلح پر آمادہ ہوئے۔ لیکن شرط یہ تھی کہ رگھوناتھ (۱۲) لاکھ روپے سالانہ کا علاقہ انکے حوالہ کردے۔ رگھوناتھ نے مصلحت سمجھ کر یہ شرط قبول کرلی۔ صلح کے بعد نواب آصف جاہ بہادر راہی گلبرگہ ہوئے اور حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ گلبرگہ سے بندگان عالی حیدرآباد روانہ ہونے والے ہی تھے کہ رگھوناتھ کی وعدہ شکنی اور علاقہ بیدر میں لوٹ مار کرنے کی اطلاع ملی۔ نواب آصف جاہ ثانی محلات مبارک کو حیدرآباد روانہ کرکے خود رگھوناتھ کا قلع قمع کرنے کے لئے عزیمت فرما ہوئے۔ ساباجی بھونسلا بھی بندگان عالی سے ناندیڑ کے قریب آملا۔ رگھوناتھ مقابلہ کرنے کے بجائے فرار ہوگیا۔ اس وقت ذوالفقار خاں صلابت جنگ خلف شجاع الملک لشکر آصف جاہی میں شامل ہونے کے لئے دھونی سے آرہے تھے۔ راستہ میں رگھوناتھ نے حملہ کرکے انہیں گرفتار کرلیا جس پر بندگان عالی برہم ہوئے اور اس کے تعاقب میں احمدنگر پہونچے۔ رگھوناتھ وہاں سے بھی چل نکلا اور اورنگ آباد پہونچکر وہاں کے ناظم سے ایک گیشہ رقم طلب کیا جب اعلیحضرت نے اورنگ آباد کا رخ کیا تو رگھوناتھ برہان پور کی طرف بھاگ گیا۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ نارائن راؤ کی بیوہ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا یہ سن کر اعلیحضرت بہت خوش ہوئے۔ ان ہی کے استصواب سے یہ شیر خوار لڑکا گدی پر بٹھایا گیا۔ اس اثنا میں رگھوناتھ کی فوج کے بیس ہزار سپاہی اس سے جدا ہوکر نواب سکندر جاہ عالی

میں شریک ہوگئے۔ اب رگھوناتھ کی طرف یوسف گارڈی دیا تھا جب اعلیٰحضرت نے برہان پور کی طرف قدم بڑھایا تو اس نے شاہی بندگان سے لیا۔ بندگانعالی نے بلونت راؤ اور ظفرالدولہ کو سکے کی تنبیہ کے لیئے روانہ فرمایا۔ اُسے ہلکر اور سندھیا کی تائید حاصل کی تھی لیکن بہ از بیفتہ کو سکھارام اور نانا فرنویس نے نواب آصف جاہ ثانی کی موافقت کا شرف حاصل کیا اور ان کے اشارے پر ہلکر اور سندھیا نے رگھوناتھ کی طرفداری ترک کردی۔ مجبوراً رگھوناتھ نے سورت میں انگریزوں کے پاس پناہ لی۔

اس وقت موداجی بھونسلہ اور راگھوجی سرکار آصف جاہ کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ نواب رکن الدولہ بہادر کی رائے سے بندگانعالی نے نواب ظفرالدولہ کو حکم دیا کہ ان سے مصالحت کرلی جائے۔ درخود بدولت ایلچپور کے قریب قیام فرما ہوئے اس کے قریب قلعہ اپتر تھا جس کو ظفرالدولہ نے صرف تین دن میں فتح کرلیا۔ اسی زمانہ میں نواب رکن الدولہ بہادر چند معاملات کے تصفیہ کے لیے حضور پرنور سے کچھ عرض کررہے تھے کہ فیضو گارڈی ملازم سرکار نے کٹار سے اُن پر حملہ کیا۔

اعلیٰحضرت نے جراحوں کو علاج کے لیئے مقرر فرمایا لیکن زخم کاری تھا انہیں پالکی میں لٹا کر اُنکے خیمہ کو لیجا رہے تھے کہ راستہ میں ۱۱۸۹ھ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اُنکی میت کو حیدرآباد لاکر کوہ مولا کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔

۴ ربیع الاول ۱۱۸۹ھ کو موداجی و راگھوجی نے نواب ظفرالدولہ

کے توسط سے ملازمت شاہی کا شرف حاصل کیا۔ دونوں کو خلعت اور تحف عطا ہوئے۔ دوسرے روز ایلچپور کی صوبہ داری شاہزادہ عالیجاہ بہادر کے تفویض کی گئی اور صرف بالا پور کی جاگیر اسمٰعیل خاں پنی کے لئے چھوڑی گئی۔ مگر اسمٰعیل خاں پنی نے ایلچپور حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔

**نواب ظفر الدولہ بہادر کا اسمٰعیل کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا**

اسمٰعیل خاں پنی اور ظفر الدولہ ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ لیکن رکن الدولہ بہادر کے باعث انکی عداوت جنگ و جدال کی صورت اختیار کرنے پاتی نہ تھی۔ جب اسمٰعیل خاں پنی کو حکم شاہی ہوا کہ ایلچپور کی صوبہ داری صاحبزادہ عالیجاہ بہادر کے تفویض کر دے۔ انہوں نے تعمیل فرمان سے روگردانی کی ظفر الدولہ بہادر تو موقع کی تاک میں تھے۔ اجازت سلطانی حاصل کر کے ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ کو زبردست مسلح فوج اور توپخانہ شاہی کے ساتھ اسمٰعیل خاں پنی کی تادیب کے لئے روانہ ہوئے اسمٰعیل خاں پنی نے فرار ہونے کو باعث ذلت سمجھکر صرف چند سپاہیوں کے ساتھ ظفر الدولہ کے مقابل ڈٹ گیا اور جرأت اور پامردی سے ساتھ ظفر الدولہ کی کثیر فوج کو چیرتا ہوا ان کے ہاتھی تک پہونچ گیا یہ کیفیت دیکھ کر ظفر الدولہ کے ساتھی گھبرا گئے۔ لیکن اس وقت خود اسمٰعیل خاں کی حالت خستہ ہو چکی تھی وہ زخموں سے چور چور تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور ظفر الدولہ کے سپاہیوں نے فوراً اس کا سر تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھا دیا۔ اس [illegible]

تاریخ سید امتیاز خاں ذکا نے بہت خوب لکھی ہے

مصرع - یک بیک قربان ابراہیم اسمٰعیل شد
۱۱۰۰

حضور پرنور ایلچپور تشریف لے گئے اور حضرت شاہ عبدالرحمن قدس سرہ کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ ظفر الدولہ کو تمشیر مع علم بند منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار اور خطاب مبارز الملک سے سرفراز فرمایا۔

صاحبزادہ عالیجاہ کو ایلچپور کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ خود ظفر الدولہ نے ازراہ کرم ان کو بلا کر جاگیر اور منصب سے سرفراز فرمایا۔ اور سنہ ۱۱۹۰ھ میں مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے۔ اس وقت تک رگھوناتھ راؤ جو کہ مفرور تھا کلکرادر سندھیا توپیٹ میں سے اور ان سے منحرف ہو گئے تھے۔ گورنر جنرل کلکتہ کے فیصلہ کے بموجب انگریزی ... نیابت سے ہٹے اور رگھوناتھ کو ان کے حوالہ کر دیا۔ رگھوناتھ قید ہی میں ... گیا۔

سنہ ۱۱۹۳ھ میں اعلیحضرت بندگان عالی نے حیدر علی خاں سلطان میسور کی ... کے لئے ظفر الدولہ کو مامور فرمایا۔ کیونکہ وہ امیرالامرا بسالت جنگ کے تعلقات میں دست درازی کر رہے تھے۔ ظفر الدولہ نے حیدر علی کے علاقہ میرا کنجی کوٹہ۔ پرگنہ ... کو تباہ و تاراج کر دیا۔

ظفر الدولہ کا انتقال | ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۵ھ میں نواب مرزا ابراہیم بیگ خاں ضابطہ جنگ دھونسہ ظفر الدولہ۔ مبارز الملک کا

سلہ تاریخ ماہ نامہ ورق ۶۲ ۲ حدیقۃ العالم صفحہ ۳۲۳

بمرض سرطان انتقال ہوا۔

ضابطہ جنگی کے نقش دلخواہ نشاند ۔ برملک وسپاہ
آخر بچراغ عمر دامن افشاند ۔ باتاج وکلاہ
تاریخ وقوع رحلت جانکاہش ۔ فرمود خرد
از بیماری مبارز الملک نماند ۔ ماشاءاللہ

انکی قبر ابراہیم باغ تعلقہ نرمل میں موجود ہے ۔ ان کے کئی ۔
تالاب محلات اور قلعے وغیرہ اسوقت بھی موجود ہیں ۔ اور کئی توپیں
ایسی ملتی ہیں ۔ جن پر نواب ظفر الدولہ رفیق رکن الدولہ محمد قاسم کندہ ہے
نظام الملک آصف جاہ ثانی کو ظفر الدولہ کے انتقال کی خبر
اسوقت معلوم ہوئی جب کہ وہ سیر و شکار میں مصروف تھے اونہیں
اس نامور امیر کی وفات سے بہت ملال ہوا ظفر الدولہ کے بڑے
فرزند احتشام جنگ کو خلعت منصب اور باپ کی جملہ جاگیریں
سرفراز کی گئیں ۔

# نواب فرخ مرزا احتشام جنگ بہادر

نواب ظفر الدولہ بہادر کے چار بیٹے تھے ۔ بڑے بیٹے فرخ مرزا
سید عزیز خاں کی بیٹی کے بطن سے تھے جن کا ذکر ابتداء میں کیا گیا ہے
دوسرے بیٹے ابو تراب مرزا ۔ تیسرے یعقوب مرزا ۔ چوتھے نور الدین علی
مرزا عرف شہریار مرزا تھے ۔

---

سنہ تاریخ ۱۱۰ ذی الحجہ ۱۲۰۶ھ

فرخ مرزا جب سولہ سال کے ہوئے تو ظفر الدولہ بہادر نے ان کو نواب نظام کے دربار میں حاضر کیا تھا۔ جہاں انکو خدمت شاہی میں لے لیا گیا۔ لیکن کچھ مدت گذرنے کے بعد ظفر الدولہ بہادر نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور تیسرے فرزند یعقوب مرزا کو دربار عالی میں روانہ کر دیا۔ اسوقت نواب ظفر الدولہ بہادر نرمل میں رہتے تھے۔ فرخ مرزا بہادر بڑے جوانمرد تھے ظفر الدولہ بہادر نے انکو مناسب تعلیم دلوائی اور فن سپاہ گری سے واقف کرایا۔ جب نواب ظفر الدولہ بہادر مرض سرطان میں مبتلا ہوئے۔ دن بدن حالت نازک ہونے لگی تو درباریوں نے نواب صاحب سے عرض کیا کہ فال و نجوم کے مطابق نیک گھڑی میں فرخ مرزا کو مسند نشین کروایا جائے تو بہتر ہے۔ اس رائے سے ظفر الدولہ نے اتفاق کیا۔ لیکن دل کی آرزو نکلنے نہ پائی تھی کہ موت کا پیام آ گیا فرخ مرزا نے بموجب حکم سلطانی کل جاگیرات اور املاک پر قبضہ کر لیا انہیں دربار شاہی سے باپ کا خطاب اور منصب بھی عطا ہوا۔

مسند نشینی کے لئے بغاوت

احتشام جنگ کے مسند نشین ہونے کے بعد انکے چند رشتہ دار جیسے مرزا فرید مرزا اور رحیم قلی بیگ وغیرہ نے ان سے سرکشی کی۔ ان کا خیال تھا کہ ابو تراب مرزا مسند کے جائز وارث ہیں۔ لیکن فرخ مرزا نے دیگر احباب اور رعایا کو ہموار کر کے آسانی سے ساتھ یہ فتنہ فرو کر دیا مخالفین میں سے اکثر قتل کروا دئیے گئے[۱]

جن امرا و رشتہ داروں نے ان کا ساتھ دیا انکو خلعت و جواہرات

---

[۱] حدیقۃ العالم ص ۳۶۷ تاریخ نامہ ورق ۶۲

سرفراز فرمائے گئے۔ خود احتشام جنگ کو اعلیحضرت کی طرف سے منصب پنجہزاری و پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا۔

اس کے بعد ہی فرخ مرزا کے بخشی ولی محمد نے اپنی خودمختاری کا اعلان کیا۔ اور ظفر الدولہ بہادر کی کچھ فوج و سپاہ کو اپنی طرف کرکے تین ماہ کے عرصہ میں احتشام جنگ کے اکثر علاقوں پر قابض ہوگیا۔ اور بندگان عالی آصف جاہ ثانی کی خدمت میں خفیہ طور سے درخواست کی کہ فرخ مرزا نوعمر لڑکا ہے حکومت کے کاروبار اس سے نہیں چل سکتے۔ چاروں طرف لوگ باغی ہو رہے ہیں مناسب ہوگا کہ ظفر الدولہ کے تمام علاقے مجھ کو سرفراز کئے جائیں۔

درخواست کا نتیجہ الٹا نکلا نواب نظام نے انکی نمک حرامی پر خفگی کا اظہار کیا۔ اور خفیہ طور سے اسکی درخواست احتشام جنگ کے پاس روانہ کردی جو ۱۳ شعبان ۱۱۹۵ھ کو انہیں وصول ہوئی اعلیحضرت نے حکم فرمایا تھا کہ اس نمک حرام کو سخت سزا دیجائے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ہو اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت دی تھی کہ کاروبار حکومت اچھی طرح انجام دئے جائیں۔

اس خط کو دیکھتے ہی احتشام جنگ نے ۱۴ ماہ مذکور کو صبح کے وقت تین ہزار سوار اور منصب داروں کی فوج لیکر ولی محمد پر شورش کی۔ ولی محمد نے بھی جم کر مقابلہ کیا۔ آخر تین روز کی جنگ کے بعد اس کا خاتمہ ہوا۔

تعمیرات ۔۔۔ دشمنوں کی طرف سے اطمینان حاصل

کرنے کے بعد احتشام جنگ نے باپ کی ساری دولت سپاہیوں کی تنظیم جنگی آلات کی فراہمی اور عالیشان عمارتوں کی تیاری میں صرف کی۔ کئی محلات تالاب اور مسجدیں تعمیر کروائے۔ ایک ہفت منزلہ مکان تعمیر کروایا جو ہفت آسمان کہلاتا ہے۔ اس عمارت کے قریب ایک تالاب بھی بنایا۔ اور ایک بنگلہ جو باپ کے زمانہ کا تھا اسکی تکمیل کروا کر اس مقام کا نام فرخ گڈھ رکھا نرمل کی جامع مسجد کی بھی درستی کروائی۔ کہتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر کے لئے سید احمد گنج بخش نے جو اپنے زمانہ کے زبردست مشائخ تھے اور جن کے معتقد اور مرید سارے اطراف و اکناف کے لوگ تھے ایک روز احتشام جنگ کے دربار میں آکر فرمایا تھا کہ یہاں کی مسجد بہت پرانی ہے بہتر ہے کہ درست کروائی جائے اس مسجد کی تاریخ قاضی محمد امان اللہ نے لکھی جو مسجد کے بازو نصب ہے۔

آں ذوی الاحتشام زہی جرأت ÷ کرد کاشانہ خدا آباد
حسنات و ثواب تعمیرش ÷ گفت ہاتف بشاد فرخ آباد

علاوہ از یں اور کئی عمارتیں بنوا کر اپنے نام سے ان کو منسوب کیا۔ مثلاً۔ احتشام گڈھ۔ رسول گڈھ۔ فرخ آباد وغیرہ۔ اس طرح جب شان و شوکت بڑھ گئی اور فوجی طاقت مستحکم ہوئی تو خود مختاری کا خبط سمایا اور انہوں نے بغاوت کردی۔[1]

احتشام جنگ دھونسہ کی بغاوت کی خبر نظام کو پہونچی تو انہیں

---

[1] رشید الدین خانی صفحہ ۱۹۔ اخبار نظام علیخاں

بہت افسوس ہوا۔ اور انکی تنبیہ کے لئے پہلے شمس الدولہ
محمد ابو الفتح خاں بہادر کو حکم دیا گیا۔ انہوں نے حسام الدین خان
عرف گھاسی میاں کو قلعہ نرمل روانہ کیا اور اس کے بعد
اعلیحضرت نے مرشدزادہ میر اکبر علی خاں بہادر کو نرمل روانہ
فرمایا۔ احتشام جنگ نے افواج شاہی کا بہادرانہ مقابلہ
کیا لیکن جب ناکامی کی صورت نظر آئی تو قلعہ نرمل میں محصور
ہوگئے۔ ۲۰ ذیحجہ ۱۱۹۶ھ کو حضور پرنور نے بہ نفس نفیس نرمل کی
طرف توجہ کی جب لشکر ایلورہ پہونچا تو بتاریخ ۳ محرم ۱۱۹۷ھ
دولہ رائے کو سپہ سالار فوج بنا کر نگنپال کے قلعہ کے محاصرے
کے لئے بھیجا گیا کیونکہ یہ قلعہ بھی نواب احتشام جنگ کا ایک
فوجی مرکز تھا یہاں کے قلعہ دار ظفر الماس نے گھبرا کر
۲۸ محرم ۱۱۹۷ھ کو قلعہ حوالہ کر دیا۔ اور معافی چاہی اعلیحضرت
نے قلعہ اسی کے تفویض کیا۔ اور نرمل کا قصد فرمایا۔ دریائے
گوداوری کو عبور کرنے کے بعد بالاجی پنڈت کی استدعا پر
صاحبزادہ سکندر اقبال الدولہ میر اکبر علی خاں کو مادھوراؤ
کی شادی میں شرکت کرنے کے لئے پونا روانہ کیا۔ اور خود
مابدولت نے احتشام جنگ دھونسہ سے لڑائی جاری رکھی۔
عساکر آصفیہ کی جانب سے شمس الملک محمد ابو الفتح خاں نے
سختی سے حملہ کیا۔ لیکن فتح و شکست کا تصفیہ ہونے سے
قبل شام ہوگئی۔ دونوں طرف مقتولوں کی کثرت تھی احتشام جنگ
کے کئی سپاہیوں کو افواج آصفی نے گرفتار کر لیا۔ ممکن تھا کہ

احتشام جنگ کو شکست ہوتی لیکن شام ہو جانے کے باعث جنگ موقوف ہو گئی۔ اسی رات احتشام جنگ نے ماما برن نامی ایک جہاں دیدہ بوڑھیا کو نظام کے دربار میں روانہ کیا تاکہ انکی طرف سے اظہار ندامت کرے۔ غرض اس بڑھیا کی عاجزانہ درخواست پر نظام نے احتشام جنگ کا قصور معاف کر دیا۔ اور دوسرے روز مشیر الملک کو بھیجکر احتشام جنگ کو دربار میں بلایا۔ احتشام جنگ نے دربار میں حاضر ہوکر بڑی عجز و ندامت سے اپنی غلطی کی معافی چاہی نظام نے ازراہ کرم ان کا قصور معاف فرمایا۔ اور ایک سرپیچ مرصع سرفراز فرمایا۔ مگر قلعہ نرمل سے احتشام جنگ کا قبضہ اٹھا دیا۔ ۱۲۰۹ھ میں یہ قلعہ میر امام علی خاں بہادر برہان الدولہ کے تفویض کیا گیا۔ جو ایلچپور کے صوبہ دار تھے اور وہاں کی صوبہ داری پر احتشام جنگ کا تقرر کیا گیا[۱] اور اسی طرح قلعہ ظفر گڈہ کی قلعداری نواب ہمت یار خاں بہادر کے تفویض کی گئی[۲]۔ احتشام جنگ سے دوسرے قلعے بھی ان سے لے لئے گئے۔

اس طرح اپنی ایک ناشائستہ حرکت کی پاداش میں انہوں نے باپ کی ساری جائداد کھو دی۔

---

[۱] حدیقۃ العالم صفحہ ۳۶۷ و تذکرہ نرمل۔

[۲] حدیقۃ العالم صفحہ ۳۶۷ اخبار نظام علی خاں۔

مشیر الملک سے ناموافقت ہونے کی وجہ سے احتشام جنگ نواب نظام سے رخصت حاصل کرکے معہ اہل و عیال کے سمت گلبرگہ شریف روانہ ہوئے۔ دفعتاً سواران رسالہ افغنہ نے رستہ میں احتشام جنگ پر حملہ کرکے انکو قتل کردیا۔ اور یہ واقعہ قصبہ کملاپور سرکار گلبرگہ میں ہوا۔ انکی نعش بیدر لائی جاکر ان کی والدہ کے پہلو میں درجوار روضہ مقدسہ حضرت سید خلیل اللہ بت شکن فرزند سید نعمت اللہ حسینی ماہانی قدس سرہٗ دفن کردے گئے۔ مرحوم بہت جری تھے اور عالی ہمت لیکن آئین زمانہ سازی سے ناواقف تھے[له]

## ظفر الدولہ (ثانی)[ئه]

ان کا نام یوسف مرزا ہے یہ فرخ مرزا احتشام جنگ کے بیٹے ہیں۔

احتشام جنگ کے بعد انکے بڑے بیٹے یوسف مرزا بھائیوں اور حرم کے ساتھ قلعہ گلبرگہ میں ارسطو جاہ مدارالمہام غلام سید خاں کی کوشش سے قید کردے گئے لیکن میر عالم مدارالمہام کے زمانہ میں یہہ مع خاندان حیدرآباد بلالئے گئے۔ سکندر جاہ بہادر آصف جاہ ثالث نے یوسف مرزا کو ازراہ کرم پنجہزار کا منصب اور تین ہزار سوار۔ علم و نقارہ اور چارسو جوانوں کا ایک رسالہ توپ اور پانچ ہزار کی جاگیر

---

له حدیقۃ العالم ص ۳۶۰ اخبار نظام علی خاں (۲) گلزار آصفیہ ص ۲۹۵

وماہی مراتب سے سرفراز فرمایا۔ اوران کے بھائیوں کو اعتشام جنگ ظفریاب جنگ وثابت جنگ کا خطاب دیا۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یوسف مرزا کا انتقال ہوگیا لیکن دوسرے بھائی برابر دربار میں حاضر ہوتے رہے ظفریاب جنگ بہادر کو راجہ چندولال بہادر کے زمانہ میں خطاب ومنصب دیا گیا۔

خستم شد

# مواخذ

حسب ذیل کتب کی مدد سے یہ تاریخ لکھی گئی ہے

(۱) توزک آصفیہ (فارسی) مصنفہ تجلی علی شاہ ہمعصر تاریخ ۱۲۰۵ھ

(۲) حدیقۃ العالم جلد دوم (فارسی) مصنفہ میر عالم ہمعصر تاریخ سنہ ۱۲۰۷ ہجری۔

(۳) گلزار آصفیہ (فارسی) مصنفہ خواجہ غلام حسین خاں ہمعصر تاریخ سنہ ۱۲۶۰ ہجری

(۴) تذکرہ تیر حل (فارسی) مصنفہ عبد الرزاق بن عبد النبی ساکن بلغزیب ضلع ناندیڑ۔

(۵) تاریخ رشید الدین خانی (اردو) مصنفہ غلام امام خاں سنہ ۱۲۷۰ ہجری

(۶) تاریخ خورشید جاہی (اردو) مصنفہ غلام امام خاں سنہ ۱۳۰۴ ہجری

(۷) تاریخ ماہ نامہ عرف تجلیات ماہ لقا (فارسی قلمی) مصنفہ غلام حسین خاں جوہر بیدری سنہ ۱۲۲۶ ہجری

(۸) اخبار نظام علی خاں (فارسی قلمی) سیاحہ سفر اعلحضرت آصف جاہ ثانی برائے تادیب احتشام جنگ سنہ ۱۱۹۶ ہجری